بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

نفاق ایک بیماری ہے۔ یہ بیماری جسمانی نہیں اخلاقی اور روحانی ہے۔ بعض جسمانی بیماریاں بھی ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی تشخیص محض علامات سے ہی کی جاسکتی ہے۔ یہی حال اخلاقی اور روحانی عوارض کا ہے۔ کسی کا دل چیر کر بھی اگر ان بیماریوں کا حال معلوم کرنا چاہیں تو معلوم نہیں کر سکتے۔ کسی کی پیشانی پر لکھا نہیں ہوتا کہ یہ شخص نفاق میں مبتلا ہے۔ لیکن علامتوں کو دیکھ کر ظن وتخمین سے نہیں حتم ولیقین کے ساتھ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ اس شخص کو نفاق کی بیماری لاحق ہے۔ نفاق ایک خطرناک بیماری ہے۔ یہ بیماری مہلک بھی ہوتی ہے اور مزمن بھی۔ اس کا مزمن اور مہلک ہونا اتنا خطرناک نہیں جتنا کہ اس کا موذی اور متعدی ہونا خطرناک ہے۔ اس بیماری میں مبتلا انسان اپنی ذات سے زیادہ معاشرے کے لئے خطرہ کا باعث ہوتا ہے۔ اور اگر یہ بیماری کسی معاشرے کو لگ جائے تو اسے گھن کی طرح کھا جائے اور دیمک کی طرح چاٹ جائے۔ اسی لئے ایسے افراد واشخاص کو پہچاننے کے لئے کچھ علامتیں بتادی گئی ہیں۔ اور یہ علامتیں اتنی واضح ہیں کہ ان کو پرکھنے کے لئے کسی خاص صلاحیت یا مہارت کی ضرورت نہیں۔ جسمانی امراض کی تشخیص کے لئے پھر بھی حذاقت بلکہ خصوصی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر اس اخلاقی بیماری کا پتا لگانے کے لئے چند ایسی معمولی باتیں کافی ہیں جو پانی اور ہوا کی طرح عام ہیں اور ہر کوئی روزمرہ زندگی میں ان کا تجربہ کرسکتا ہے۔ اگر شرط کوئی ہے تو احساس وشعور کی۔ اور احساس وشعور ظاہر ہے انسان کے اپنے فکروعمل اور سیرت وکردار سے ہی پیدا ہوسکتا ہے۔ ایک شخص اگر خود اس مرض کا شکار ہے تو اس کے اندر یہ احساس وشعور کہاں سے پیدا ہوگا اور وہ ان علامات کا ادراک کیونکر کرسکے گا۔

اسلام اور مسلمانوں کو پوری تاریخ میں سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے یہی اہل نفاق ہیں۔ ان کی

ریشہ دوانیوں، دسیسہ کاریوں اور فتنہ سامانیوں سے کتنی ہی جیتی ہوئی بازیاں ہر گئی ہیں۔ ان کے فتنوں سے الامان والحفیظ! عہد نبوت میں بھی جس گروہ سے مسلمانوں کو، اسلام کو، سب سے زیادہ خطرہ تھا وہ انہی منافقین کا گروہ تھا۔ قرآن مجید نے اس گروہ کے خال وخط انتہائی جلی حرفوں میں نمایاں کئے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کے گھناؤنے کردار کی شناعت کو واضح کرنے کے لئے ان کے آخری انجام سے بھی آگاہ کیا ہے۔ فرمایا "ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار"۔ بے شک منافق جہنم کی سب سے نچلی تہ میں ہوں گے۔ ابولہب اور ابوجہل کے طبقے سے تعلق رکھنے والوں کے لئے فقط اتنا ہی کہا گیا کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جبکہ عبداللہ ابن ابی کے گروہ کے لئے زیادہ سخت الفاظ میں وعیدیں ہیں۔ حالانکہ یہ گروہ اپنے ظاہری طور طریقوں میں اس دور کے مسلمانوں سے پیچھے نہیں آگے رہتا تھا۔ وہ خیرالقرون کا دور تھا۔ رسالتماب بنفس نفیس مسلمانوں میں موجود تھے۔ وحی کا سلسلہ جاری تھا۔ اس لئے اس فرقے کے اٹھائے ہوئے فتنوں کا سدباب آسانی سے ہو سکتا تھا۔ پھر بھی اس کی خطرناکی اس درجہ سنگین تھی کہ مسلمانوں کو بار بار ان خطرات سے خبردار کیا جاتا رہا جو ان کے ہاتھوں درپیش تھے۔ یہ اس لئے تاکہ مسلمانوں میں کفار ومشرکین کے ساتھ اس خطرناک گروہ یعنی منافقین کے خلاف بھی ایک جداگانہ گروہ ہونے کا احساس تشخص اور شعور امتیاز، نہ صرف ابھرے۔ بلکہ مستحکم ہو کر اتنا قوی ہو جائے، کہ مسلمان ان کی ظاہری ہم آہنگیوں سے دھوکا کھا کر ان کو اپنے اندر ضم نہ ہونے دیں اور یہ مار آستیں ان کی صفوں میں داخل ہو کر ان کی بیخ کنی کی تدبیریں نہ کرنے پائیں، اور جب کبھی وہ اس کی کوشش کریں کہ مسلمانوں میں گھس کر گھل مل جائیں تو مسلمانوں کا اجتماعی ضمیر انہیں قبول نہ کرے رد کر دے۔ جب تک ملت اسلامیہ میں یہ اجتماعی شعور بیدار رہا منافقین اپنی کوشش میں کم ہی کامیاب ہو سکے۔ لیکن وقت گذرنے کے ساتھ جوں جوں مسلمانوں کی یہ حس کمزور ہوتی گئی منافقین کی دخل اندازی بڑھتی گئی۔ پھر تو انہوں نے حصار ملت میں اتنے رخنے ڈالے کہ مسلمانوں کو اکثر اپنے بقا وتحفظ کی جنگ لڑنی پڑی، آگے بڑھنے اور دنیا پر چھا جانے کا عمل یکقلم موقوف ہو گیا۔

مسلمان اور نفاق یہ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اس لئے یہ کہنا کہ مسلمانوں میں نفاق در آیا اور وہ کمزور ہو گئے ایک غلط تعبیر ہوگی۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی وہ اجتماعی حس کمزور ہو گئی یا مر گئی جو منافقین کو چھانٹ چھانٹ کر ان سے الگ کرتی رہتی، جس سے ان کا سونا پہلے کی طرح کھرا رہتا اور

اس میں کھوٹ کی آمیزش نہ ہونے پاتی۔

اس سوال کا جواب ہنوز باقی ہے کہ کسی فرد یا گروہ کے بارے میں یہ کیونکر معلوم کیا جائے کہ اس میں نفاق کے جراثیم ہیں۔ وہ علامات کیا ہیں جن سے نفاق کی بیماری کا پتا لگایا جا سکتا ہے۔ بات لمبی ہو گئی۔ اس سوال کا جواب، جو حاصل گفتگو ہے، قرآن کی آیات کے علاوہ ایک مختصر حدیث میں بھی موجود ہے، جو پرکھنے کے لئے سونار کی کسوٹی کی طرح بے خطا ہے۔ فرمایا: آیۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان۔ یعنی منافق کی نشانی تین ہے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اسے امین بنایا جائے تو امانت میں خیانت کرے۔

یہ صحیحین کی متفق علیہ روایت ہے۔

کتنی معمولی اور عامۃ الورود باتیں ہیں جنہیں بطور علامت بیان کیا گیا ہے۔ ہر کسی کو روزمرہ معمولات کی زندگی میں اپنے گرد و پیش کے لوگوں کے ساتھ کسی نہ کسی قسم کا واسطہ پڑتا ہے۔ اس واسطے میں ایسے مواقع آتے ہیں جن میں ان باتوں کا بلا کسی اہتمام کے بآسانی تجربہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ باتیں بظاہر تین معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن ان کی اصل پر غور کیا جائے تو یہ ایک ہیں اور باہم لازم و ملزوم ہیں۔ ان کا منبع ایک ہے۔ یہ ایک ہی خصلت کے تین مختلف مظاہر ہیں۔ اگر کسی شخص میں ان میں سے ایک علامت پائی جائے تو لازم ہے کہ دوسری باتیں بھی پائی جائیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہمیں اس کا علم اور تجربہ نہ ہو۔ یا اس کا موقع پیش نہ آیا ہو۔ حق ناحق، حرام حلال اور جائز ناجائز کی تمیز کے بغیر، جو محض ایمان و اسلام کی دین ہے، خود غرضی اور مفاد پرستی کا نخچیر ہو کر انسان اس خصلت کا اسیر ہوتا ہے۔ دجل و فریب، کذب و افتراء، خیانت و خداعی، وعدہ خلافی و عہد شکنی، عیّاری مکاری، کتمان حق اور شہادت زور جیسے قبائح انسان اسی وقت اختیار کرتا ہے جب بلا امتیاز جلب منفعت اس کی عادت ثانیہ بن جاتی ہے۔ افراد ہی نہیں جماعتیں، ادارے، تنظیمیں اور وقت کی بڑی بڑی حکومتیں بھی انہی دواعی نفس کا شکار ہو کر نفاق کے مرض میں مبتلا ہوتی ہیں اور منافقانہ کارروائیاں کرتی ہیں۔ حدیث شریف میں بتائی گئی کسوٹی پر پرکھ کر ہم ان کے بارے میں بھی اسی طرح رائے قائم کر سکتے ہیں جس طرح افراد و اشخاص کے بارے میں کر سکتے ہیں۔

اس حدیث کی افادیت کے دو پہلو ہیں۔ جو لوگ خود مرض نفاق میں مبتلا ہوں وہ اس حدیث کی روشنی

میں اپنا جائزہ لے کر اپنی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اور جو لوگ خود مبتلا نہیں ہیں بلکہ راست باز، دیانت دار اور صادق الوعد مسلمان ہیں وہ اس حدیث کے آئینے میں منافقین کو پہچان کر ان کے فتنوں سے بچ سکتے ہیں۔ حدیث کے دو نکتے بالکل واضح ہیں۔ البتہ تیسرا نکتہ قدرے تشریح طلب ہے۔ امانت میں خیانت کا عام تصور بڑا محدود سا ہے۔ عوام ہی نہیں خواص بھی اس کے محتویات کا ادراک کم ہی رکھتے ہیں۔ عام طور سے امانت میں خیانت کو روپے پیسے تک محدود سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ حدیث کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے۔ آپ کسی پر اعتماد کریں اور وہ آپ کے اعتماد کو دھوکا دے، یہ بھی امانت میں خیانت ہے۔ آپ کسی کو راز کی بات بتائیں اور وہ افشائے راز کرے یہ بھی امانت میں خیانت ہے۔ کسی کو کوئی عہدہ، منصب یا ذمہ داری تفویض کی جائے اور وہ اس کے معمولی تقاضے پورا نہ کرے یہ بھی امانت میں خیانت ہے۔ آپ کسی سے مشورہ طلب کریں اور وہ آپ کو مخلصانہ مشورہ دینے کے بجائے اپنی ذاتی اغراض و مصالح کے زیر اثر آپ کو غلط مشورہ دے یہ بھی امانت میں خیانت ہے، "المستشار مؤتمن" میں جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

نفاق یا منافق کی بات آتی ہے تو سمجھا یہ جاتا ہے کہ اس کا تعلق تاریخ کے اس دور سے ہے جب چودہ سو سال پہلے اسلام آیا اور روئے زمین پر حق و باطل کی معرکہ آرائی ہوئی، لوگ تین گروہوں میں بٹ گئے، مسلمان، کافر اور منافق۔ نفاق اور منافق محض اسلامی تاریخ کا ایک باب ہے۔ اور اب اس گروہ کا وجود قصۂ ماضی بن چکا ہے۔ یہ سوچ اور انداز فکر سرتاسر غلط فہمی اور کج اندیشی پر مبنی ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

حق و باطل کی جنگ اور کفر و اسلام کی آویزش اس دنیا میں جب تک ہے منافقین کا گروہ بھی رہے گا۔ مسلمان کہلانے والے اپنی خیر و سلامتی چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ قرآنی آیات اور احادیث نبوی کی روشنی میں اس گروہ کو پہچانیں اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کی احتیاطی تدابیر کریں۔ اگر ہم صرف مذکورۃ الصدر حدیث کا چراغ لے کر ہی اٹھ کھڑے ہوں تو ہمیں ان چہروں کو پہچاننے میں ذرا بھی دشواری نہیں ہوگی جو نقاب اوڑھ کر ہمارے اندر جگہ جگہ موجود اپنے کاروبار میں مصروف ہیں۔ نفاق کا کاروبار شرق تا غرب جس طرح پھیلا ہوا ہے اس

نے ایک بھیانک صورت اختیار کرلی ہے۔ اور اس کے کڑوے کسیلے پھل کھانے پر آج ہر وہ شخص مجبور ہے جو خود اس گھناؤنے کاروبار میں شریک نہیں ہے۔

بعض روایتوں میں "وان صام وصلی وزعم انہ مسلم" کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ یہ الفاظ حدیث میں مذکور نہ بھی ہوں تو ان کا مفہوم حدیث میں معہود ہے۔ اگر کوئی شخص روزہ نماز جیسے ظاہری اعمال ادا کرتا ہے اور اپنی جگہ اس زعم میں بھی مبتلا ہے کہ وہ مسلمان ہے لیکن حدیث میں مذکور نفاق کی علامتیں اس کے اندر موجود ہیں تو نماز روزہ کے باوجود اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے اور اس سے حذر لازم ہے۔

فکر ونظر اپنی عمر کے سترہ سال پورے کرچکا۔ اس کی اٹھارہویں جلد کا یہ پہلا شمارہ ہے۔ خود احتسابی وہی اچھی ہے جو روزانہ بلکہ شبانہ روز کی جائے۔ اور ہم اس طرف سے غافل نہیں۔ اپنے طور پر ہم یہ کام کرتے رہتے ہیں۔ رسم دنیا ہے کہ رشتہ عمر میں سال کے بعد نئی گرہ لگتی ہے اور سالگرہ مناتے ہیں جس میں دوسروں کو بھی شریک کرتے ہیں۔ فکر ونظر کی سالگرہ قارئین کے ساتھ ہم پہلے بھی مناتے رہے ہیں۔ اور اس کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ پچھلے ایک سال کی باتوں کا خود ناقدانہ جائزہ لیں اور قارئین کی ضیافت طبع کا سامان کریں۔ سو آج پیچھے مڑ کر پچھلے سال کی کارگزاری کو دیکھتے ہیں تو بلا تامل اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ سال خود ہماری نظر میں اچھا نہیں رہا۔ خاص کر باقاعدگی اور پابندی وقت کے لحاظ سے حالت دل خوش کن نہیں رہی۔ بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر تاخیر سے اشاعت رفتہ رفتہ رسالے کی روایت بن گئی اور یہ روایت کچھ اس طرح چمٹی کہ چھوڑنے کا نام نہیں لیتی۔ تمام جتن کے باوجود ہم اس روایت سے پیچھا نہ چھڑا سکے۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہوا ہے کہ پہلے مہینوں کا حساب تھا تو اب دنوں کی بات ہے۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ فکر ونظر ٹھیک ٹھیک بالکل وقت پر شائع ہوا کرے۔ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو اس مہینے کا پرچہ قارئین کے ہاتھوں میں ہو۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

دوسری بات جس میں خود ہمیں کمی اور کوتاہی کا احساس ہے وہ کتابت وطباعت کا موجودہ معیار ہے۔ کانٹے کے حروف میں عمدہ اور نفیس طباعت فکر ونظر کا طرۂ امتیاز تصور کی جاتی تھی مگر اب وہ بھی طاق نسیاں ہو گئی۔ اس ذیل میں بھی کوششیں جاری ہیں۔ امید ہے کہ جلدی حالات روبراہ ہو جائیں گے اور رسالہ صوری محاسن سے آراستہ پھر اسی آب وتاب سے شائع ہوا کرے گا۔

معنوی اعتبار سے رسالے کے معیار کو بلند کرنے کی ضرورت کا احساس لیئے میں نے پاکستان سے ہندوستان تک کی خاک چھان ماری۔ زوال علم و عرفاں کے ہاتھوں ایسا قحط الرجال ہے کہ کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اچھے معیاری مضامین لکھنے والوں کا فقدان ہے۔ ہمارے لئے دہری مشکل یہ ہے کہ ہمیں خاص طرز کے مضامین درکار ہیں جو علمی اعتبار سے بھی بلند ہوں اور فنی اعتبار سے بھی کمتر یا فروتر نہ ہوں۔ یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ بہرحال اس ضمن میں بھی ہماری کوششیں جاری ہیں۔ السعی منا والاتمام من اللہ۔

ماہِ صیام کی آمد آمد ہے۔ مرحبا صد مرحبا ماہِ صیام! مومنوں کو مبارک مہینے کی آمد مبارک ہو۔ یہ مہینہ نزول قرآن کا مہینہ ہے، نمازِ تراویح اور تلاوتِ قرآن کا مہینہ ہے، صدقات و خیرات کا مہینہ، مکارمِ اخلاق اور حسنات کا مہینہ، رب جلیل کی طرف سے بندوں کے لئے فیوض و برکات کا مہینہ۔ مومنو! اٹھو اس کے استقبال میں دیدہ و دل فرش راہ کرو، چشم ما روشن دل ما شاد کہو۔ اور اس کے فیوض و برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ۔ اہلاً وسہلاً ماہ مبارک!

اے آمدنت باعث آبادی ما

(مدیر)